AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

نوجوانوں میں فیصلہ سازی کی صلاحیت: سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ

Decision-Making Competence among Youth: A Research Study in the Light of the Prophetic Biography ﷺ

Mehboob Ahmed
MPhil, Institute of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan, Pakistan.
Email: Mehboobchandiasahib@gmail.com

Abstract

Decision-making is a fundamental competence that significantly influences the intellectual, moral, social, educational, and professional development of young people. Contemporary youth encounter increasingly complex choices concerning education, careers, family relationships, social interaction, leadership, ethical conduct, and rapidly changing communication environments. In this context, the Prophetic biography ﷺ offers a comprehensive educational framework for developing responsible, balanced, consultative, and value-oriented decision-making. This study examines the principles and practical methods employed by Prophet Muhammad ﷺ in developing decision-making competence among young Companions. Using descriptive, analytical, and applied approaches, the research focuses on consultation, knowledge-based judgment, gradual delegation of responsibility, foresight, emotional regulation, moral accountability, and practical experience. Particular attention is given to the examples of Usamah ibn Zayd, Mu‘adh ibn Jabal, Mus‘ab ibn ’Umayr, and ’Abd Allah ibn ’Abbas (may Allah be pleased with them). The study also explores the contemporary application of the Prophetic model in families, educational institutions, youth organisations, and leadership development. It concludes that the Prophetic approach integrates intellectual maturity, ethical responsibility, contextual awareness, consultation, and practical participation, thereby providing an effective framework for strengthening decision-making competence among contemporary youth.

Keywords

Youth, Decision-Making, Prophetic Biography, Seerah, Consultation, Leadership, Critical Thinking, Responsibility, Youth Development

تعارفِ موضوع

نوجوان کسی بھی قوم کی فکری، علمی، سماجی اور عملی قوت کا بنیادی حصہ ہوتے ہیں۔ معاشروں کے مستقبل کا انحصار بڑی حد تک اس بات پر ہوتا ہے کہ ان کے نوجوان حالات کا فہم، مسائل کا تجزیہ، متبادل راستوں کا تقابل اور مناسب وقت پر متوازن فیصلہ کرنے کی کس قدر صلاحیت رکھتے ہیں۔ نوجوانی ایسا مرحلہ ہے جس میں تعلیم، پیشہ، معاشی ترجیحات، دوستی، ازدواج، معاشرتی تعلقات، فکری وابستگی، قیادت اور مستقبل کے متعدد بنیادی فیصلے سامنے آتے ہیں۔ ان فیصلوں میں پختگی یا کمزوری نوجوان کی پوری آئندہ زندگی پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔ فیصلہ سازی محض مختلف امکانات میں سے کسی ایک راستے کے انتخاب کا نام نہیں، بلکہ اس میں مسئلے کی صحیح شناخت، معلومات کی فراہمی، حقائق کی تحقیق، متبادل آراء کا جائزہ، فوائد و نقصانات کا موازنہ، مستقبل کے نتائج کا ادراک، اخلاقی ترجیحات کا تعین، اہلِ تجربہ سے مشاورت اور پھر ذمہ داری کے ساتھ کسی نتیجے پر پہنچنا شامل ہے۔ اس اعتبار سے فیصلہ سازی عقلی مہارت ہونے کے ساتھ اخلاقی اور شخصی ذمہ داری بھی ہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

عصرِ حاضر میں نوجوان کو جس معلوماتی، معاشرتی اور نفسیاتی ماحول کا سامنا ہے، اس میں فیصلہ سازی کی اہمیت پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ معلومات کی غیر معمولی فراوانی، فوری ردِ عمل کا رجحان، دوستوں اور معاشرتی حلقوں کا دباؤ، تعلیمی و پیشہ ورانہ مسابقت اور مختلف اقداری نظاموں کے درمیان کشمکش نوجوان کے لیے درست انتخاب کو مزید پیچیدہ بناتی ہے۔ ایسے حالات میں مضبوط اخلاقی بنیاد، صحیح معلومات، تنقیدی غور، ضبطِ جذبات اور مناسب مشاورت فیصلہ سازی کے ناگزیر عناصر بن جاتے ہیں۔

سیرتِ نبوی ﷺ کا مطالعہ واضح کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نوجوان صحابہ رضی اللہ عنہم کو محض تابع افراد کے طور پر تیار نہیں کیا بلکہ ان کے اندر فکر، مشاورت، خود اعتمادی، ذمہ داری اور عملی اقدام کی صلاحیت پیدا فرمائی۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو قیادت، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو دعوتی ذمہ داری، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن میں علمی و انتظامی خدمت اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو خصوصی علمی تربیت دینا اس نبوی منہج کی روشن مثالیں ہیں۔

زیرِ نظر تحقیق کا مقصد سیرتِ نبوی ﷺ میں نوجوانوں کی فیصلہ سازی کی تربیت کے بنیادی اصولوں اور عملی صورتوں کا تجزیاتی مطالعہ کرنا اور یہ واضح کرنا ہے کہ موجودہ دور میں نوجوانوں کے خاندانی، تعلیمی، معاشرتی اور قیادتی مسائل کے حل میں ان اصولوں سے کس طرح مؤثر استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

مبحث اول: فیصلہ سازی کا مفہوم، اہمیت اور نوجوانی کے مرحلے سے اس کا تعلق

فیصلہ سازی کی نبوی تربیت کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اس عمل کی علمی، نفسیاتی اور اخلاقی بنیادیں سامنے رکھی جائیں۔ اسلام انسان کو صاحبِ اختیار قرار دیتا ہے مگر یہ اختیار غیر ذمہ دارانہ آزادی نہیں، بلکہ علم، اخلاق اور جواب دہی سے وابستہ ہے۔ نوجوانی میں چونکہ شخصیت، ترجیحات اور مستقبل کے اہداف تیزی سے تشکیل پاتے ہیں، اس لیے اسی مرحلے پر درست فیصلہ سازی کی تربیت آنے والی پوری عملی زندگی کے لیے بنیاد فراہم کرتی ہے۔

ا۔ فیصلہ سازی کا مفہوم اور بنیادی عناصر

فیصلہ سازی کا بنیادی مرحلہ حقیقت اور معلومات کی درست شناخت ہے۔ نوجوان جب کسی مسئلے کے متعلق ناقص یا یک طرفہ معلومات کی بنیاد پر انتخاب کرتا ہے تو اس کا فیصلہ بظاہر منطقی ہونے کے باوجود غلط نتیجے تک پہنچ سکتا ہے۔ اسلامی تعلیمات اسی لیے علم، تحقیق اور حقیقت پسندی کو عمل سے پہلے ضروری قرار دیتی ہیں۔

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِۦ عِلْمٌ ۚ إِنَّ ٱلسَّمْعَ وَٱلْبَصَرَ وَٱلْفُؤَادَ كُلُّ أُو۟لَٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔولًا﴾[1]

اور اس چیز کے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں علم نہیں؛ بے شک کان، آنکھ اور دل، ان سب کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

یہ آیت فیصلہ سازی کو براہِ راست علمی ذمہ داری سے مربوط کرتی ہے۔ انسان کو صرف اپنے حتمی عمل کا ذمہ دار نہیں بنایا گیا بلکہ ان ذرائع ادراک کے استعمال کا بھی جواب دہ قرار دیا گیا ہے جن سے وہ معلومات حاصل کرتا ہے۔ نوجوانوں کی تربیت میں اس اصول کا مطلب یہ ہے کہ انہیں محض "فیصلہ کرنا" نہ سکھایا جائے بلکہ "فیصلے سے پہلے جانچنا" بھی سکھایا جائے۔ کسی تعلیمی شعبے، پیشے، تعلق یا معاشی معاملے میں قدم اٹھانے سے

[1] Al-Qur'an, al-Isra', 17:36.

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

پہلے متعلقہ معلومات حاصل کرنا، مختلف ذرائع کو دیکھنا اور محض مقبول رائے پر اعتماد نہ کرنا پختہ فیصلہ سازی کا حصہ ہے۔ یہ قرآنی اصول نوجوان کے اندر تحقیق پسند ذہن پیدا کرتا اور اسے افواہ، جذباتی تاثر اور غیر مصدقہ معلومات کے اثر سے محفوظ رکھنے میں مدد دیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ، فَإِنَّ الصِّدْقَ طُمَأْنِينَةٌ، وَإِنَّ الْكَذِبَ رِيبَةٌ.»[2]

ترجمہ: جو چیز تمہیں شک میں ڈالے اسے چھوڑ کر وہ اختیار کرو جو تمہیں شک میں نہ ڈالے؛ کیونکہ سچ اطمینان ہے اور جھوٹ اضطراب ہے۔

یہ نبوی اصول ایسے حالات سے متعلق ہے جہاں انسان دو متبادل راستوں میں تردد محسوس کر رہا ہو۔ نوجوانوں کی عملی زندگی میں ایسے مواقع بکثرت سامنے آتے ہیں جہاں فوری فائدہ کسی مشتبہ انتخاب کی طرف لے جاتا ہے، لیکن اندرونی اخلاقی شعور اس کے متعلق مطمئن نہیں ہوتا۔ حدیث کا تقاضا یہ نہیں کہ ہر مشکل معاملے سے فرار اختیار کیا جائے، بلکہ یہ ہے کہ غیر ضروری شبہے والے راستے کے مقابل زیادہ واضح، محفوظ اور اخلاقی متبادل کو ترجیح دی جائے۔ اس طرزِ فکر سے نوجوان "جو فوراً فائدہ دے" کے بجائے "جو زیادہ درست اور پائیدار ہو" کو ترجیح دینا سیکھتا ہے۔ تعلیمی، معاشی اور معاشرتی فیصلوں میں یہ اصول تأنی، تحقیق اور اخلاقی وضوح پیدا کرتا ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«الْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ: وَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ، وَاثْنَانِ فِي النَّارِ... وَرَجُلٌ قَضَى لِلنَّاسِ عَلَى جَهْلٍ فَهُوَ فِي النَّارِ.»[3]

ترجمہ: قاضی تین قسم کے ہیں: ایک جنت میں اور دو جہنم میں... اور وہ شخص جس نے جہالت کی بنیاد پر لوگوں کے فیصلے کیے وہ جہنم میں ہے۔

اگرچہ حدیث کا اصل سیاق عدالتی فیصلہ سازی ہے، تاہم اس میں ایک وسیع اصول یہ موجود ہے کہ کسی ایسے معاملے میں فیصلہ دینا جس کی حقیقت اور ضابطے کا علم نہ ہو، انتہائی خطرناک ہے۔ نوجوانوں میں دوسروں کے بارے میں فوری رائے قائم کرنے کا رویہ اسی عمومی اصول کے تحت قابلِ اصلاح ہے۔ کسی شخص، واقعے یا اختلاف کے متعلق صرف ایک فریق کی بات سن کر حتمی موقف قائم کرنا علمی کمزوری بھی ہے اور بعض صورتوں میں اخلاقی ناانصافی بھی۔ اس حدیث کی روشنی میں نوجوان کو یہ سمجھایا جا سکتا ہے کہ ذمہ دارانہ فیصلہ سازی کا پہلا مرحلہ "مجھے حقیقت کا کتنا علم ہے؟" کا سوال ہے۔ علم ناکافی ہو تو تحقیق، توقف یا اہلِ علم سے رجوع درست رویہ ہے۔

۲۔ نوجوانی میں فیصلہ سازی کی نفسیاتی، اخلاقی اور سماجی اہمیت

نوجوانی میں ذہنی سرگرمی، جذباتی شدت اور خود مختاری کی خواہش بیک وقت بڑھتی ہے۔ اس مرحلے میں نوجوان کے فیصلے صرف معلومات سے متعین نہیں ہوتے بلکہ دوستوں، پسند و ناپسند، خوف، خود اعتمادی اور سماجی قبولیت جیسے عوامل بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ نبوی تربیت نوجوان کے اندر خارجی نگرانی سے بڑھ کر داخلی اخلاقی ضابطہ پیدا کرتی ہے تاکہ وہ تنہائی میں بھی ذمہ دار انتخاب کر سکے۔

---

[2] Al-Tirmidhi, Muhammad ibn ’Isa, *Sunan al-Tirmidhi*, tahqiq Ahmad Muhammad Shakir et al. (Cairo: Mustafa al-Babi al-Halabi, 1975), 4:286, Hadith no. 2518.

[3] Abu Dawud, Sulayman ibn al-Ash‘ath, *Sunan Abi Dawud*, tahqiq Muhammad Muhyi al-Din ’Abd al-Hamid (Beirut: al-Maktabah al-’Asriyyah, n.d.), 3:299, Hadith no. 3573.

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

«يَا غُلَامُ، إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ: احْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ.»[4]

ترجمہ: اے لڑکے! میں تمہیں چند باتیں سکھاتا ہوں: اللہ کے احکام کی حفاظت کرو، اللہ تمہاری حفاظت فرمائے گا؛ اللہ کے حقوق کی حفاظت کرو، تم اسے اپنے سامنے پاؤ گے۔

اس خطاب میں خاص طور پر نوجوان کو مخاطب کر کے شخصیت کی داخلی بنیاد مضبوط کی گئی ہے۔ درست فیصلہ سازی صرف قواعد جاننے سے پیدا نہیں ہوتی، بلکہ اس وقت زیادہ مستحکم ہوتی ہے جب انسان کے اندر واضح اقدار موجود ہوں۔ "احفظ اللہ" نوجوان کو ایسا مستقل معیار فراہم کرتا ہے جو حالات بدلنے کے باوجود قائم رہتا ہے۔ دوستوں کی موجودگی ہو یا تنہائی، فوری منفعت ہو یا نقصان، فیصلہ اللہ تعالیٰ کی حدود اور جواب دہی کے تناظر میں دیکھا جاتا ہے۔ جدید نفسیاتی زبان میں اسے داخلی اخلاقی نظم کہا جا سکتا ہے۔ یہی داخلی نظم نوجوان کو خارجی دباؤ کے مقابلے میں مضبوط کرتا ہے اور اسے شخصیت کے انتشار سے بچاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَغْضَبْ.»[5]

ترجمہ: غصہ نہ کرو۔

یہ مختصر نبوی ہدایت فیصلہ سازی کے ایک بنیادی نفسیاتی خطرے کو ہدف بناتی ہے۔ غصے کے وقت انسان مسئلے کے صرف اس رخ کو زیادہ محسوس کرتا ہے جو اس کے جذبات کو تقویت دیتا ہے، جبکہ مخالف دلائل اور دور رس نتائج نظر انداز ہو سکتے ہیں۔ نوجوان اگر یہ سیکھ لے کہ شدید جذبات میں حتمی فیصلہ نہ کرے، کچھ وقت لے، صورتحال کو دوبارہ دیکھے اور ضرورت ہو تو کسی قابلِ اعتماد فرد سے مشورہ کرے، تو بہت سے معاشرتی اور خاندانی تنازعات سے بچ سکتا ہے۔ نبوی تعلیم کا مقصود جذبات کا خاتمہ نہیں بلکہ جذبات پر اختیار ہے۔ یہی اختیار عملی فیصلہ سازی میں پختگی پیدا کرتا ہے۔

۳۔ اسلامی تصورِ ذمہ داری اور نوجوان کی خود مختار شخصیت

نوجوان کو ذمہ دار بنانے کے لیے ضروری ہے کہ اسے انتخاب کے ساتھ نتائج کا تعلق بھی سمجھایا جائے۔ اگر ہر فیصلہ والدین، استاد یا منتظم اس کی طرف سے کرتے رہیں تو وہ مستقبل میں آزادانہ انتخاب کے وقت الجھن کا شکار ہو سکتا ہے۔ اسلام اختیار کو جواب دہی سے مربوط کر کے ایک ایسا توازن پیدا کرتا ہے جس میں نہ مکمل جبر ہے اور نہ غیر محدود آزادی۔

﴿كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ﴾[6]

ترجمہ: ہر شخص اپنے کیے ہوئے اعمال کے بدلے گروی ہے۔

اس آیت میں شخصی ذمہ داری کو نہایت مختصر مگر جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ نوجوان کے لیے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے فیصلے حقیقی نتائج رکھتے ہیں اور ان نتائج کو ہمیشہ دوسروں کے کھاتے میں نہیں ڈالا جا سکتا۔ تربیت کے مرحلے میں اگر نوجوان کو مناسب سطح کے فیصلے خود کرنے

---

[4] Al-Tirmidhi, *Sunan al-Tirmidhi*, 4:284–285, Hadith no. 2516.
[5] Al-Tirmidhi, *Sunan al-Tirmidhi*, Kitab al-Birr wa al-Silah, Bab ma Ja'a fi Kathrat al-Ghadab, Hadith no. 2020.
[6] Al-Qur'an, al-Muddaththir, 74:38.

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

دیے جائیں اور بعد میں ان کے نتائج کا جائزہ اس کے ساتھ لیا جائے تو اس میں ذمہ داری کا شعور بڑھتا ہے۔ غلطی کو محض سزا کا سبب بنانے کے بجائے سیکھنے کا موقع بنایا جائے تو نوجوان اپنے انتخاب کا تجزیہ کرنا سیکھتا ہے۔ یہی عمل مستقبل میں بڑے اور پیچیدہ فیصلوں کی تیاری بنتا ہے۔

قرآن مجید فرماتا ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَٰلِحًا فَلِنَفْسِهِۦ ۖ وَمَنْ أَسَآءَ فَعَلَيْهَا﴾[7]

ترجمہ: جو نیک عمل کرے گا وہ اپنے ہی فائدے کے لیے کرے گا اور جو برائی کرے گا اس کا وبال اسی پر ہو گا۔

یہ آیت نوجوان کو عمل اور انجام کا تعلق سمجھاتی ہے۔ فوری خواہش اور طویل المدت نتیجے کے درمیان فرق کرنا فیصلہ سازی کی پختگی کی اہم علامت ہے۔ بہت سے نوجوان فیصلے اسی وجہ سے نقصان دہ ہوتے ہیں کہ حال کا فائدہ مستقبل کے نقصان پر غالب دکھائی دیتا ہے۔ قرآنی تربیت نوجوان کی نگاہ کو مستقبل کی طرف وسیع کرتی ہے اور اسے اپنے انتخاب کے اخلاقی، نفسیاتی اور سماجی نتائج کا جائزہ لینے کی دعوت دیتی ہے۔

مبحث دوم: سیرتِ نبوی ﷺ میں نوجوانوں کی فیصلہ سازی کی تربیت کے بنیادی اصول

نبوی تربیت کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں نوجوان کے ذہن کو غیر فعال نہیں رکھا گیا۔ اسے علم فراہم کیا گیا، مشورے میں شریک کیا گیا، عملی ذمہ داری دی گئی اور غلط و صحیح کے درمیان فرق سمجھنے کے لیے اخلاقی بنیاد فراہم کی گئی۔ اس منہج میں تربیت بتدریج آگے بڑھتی ہے؛ نوجوان کو اس کی استعداد سے کم ذمہ داری دے کر غیر فعال نہیں کیا جاتا اور نہ استعداد سے بڑھ کر بوجھ ڈال کر اسے ناکامی سے دوچار کیا جاتا ہے۔

ا۔ مشاورت اور رائے کے اظہار کی آزادی

مشاورت فیصلہ سازی میں فرد کی محدود معلومات کو دوسروں کے علم اور تجربے سے جوڑتی ہے۔ نوجوان کے لیے یہ عمل خصوصی تربیتی اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ اس سے وہ اپنی رائے بیان کرنے کے ساتھ دوسروں کی دلیل سننے اور اختلاف کو برداشت کرنے کی عادت پیدا کرتا ہے۔ نبوی منہج میں شوریٰ محض رسمی عمل نہیں بلکہ فیصلہ سازی کے اجتماعی شعور کا حصہ ہے۔

﴿وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ﴾[8]

ترجمہ: اور ان کے معاملات باہمی مشورے سے طے ہوتے ہیں۔

قرآن نے شوریٰ کو اہلِ ایمان کی مستقل صفت قرار دیا ہے۔ نوجوانوں کو مشاورت میں شریک کرنے سے ان کی فکری شخصیت تسلیم ہوتی ہے اور انہیں رائے کے اظہار کا ذمہ دار طریقہ آتا ہے۔ مشاورت کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ نوجوان یہ سمجھتا ہے کہ اختلاف ہمیشہ دشمنی نہیں ہوتا؛ مختلف افراد ایک ہی مقصد کے لیے مختلف زاویے اختیار کر سکتے ہیں۔ اس ذہنی وسعت کے بغیر مستقبل کی قیادت میں تعصب اور یک رخی پیدا ہو سکتی ہے۔

﴿وَشَاوِرْهُمْ فِى ٱلْأَمْرِ ۖ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ﴾[9]

ترجمہ: اور معاملات میں ان سے مشورہ کیجیے، پھر جب پختہ فیصلہ کر لیں تو اللہ پر بھروسا کیجیے۔

اس آیت میں مشاورت کے ساتھ عزم بھی ذکر کیا گیا ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ فیصلہ سازی صرف آراء جمع کرنے کا نام نہیں۔ مشورے کے بعد دستیاب معلومات کا وزن کر کے کسی ایک نتیجے تک پہنچنا ضروری ہے۔ نوجوانوں کی تربیت میں بھی یہ مسئلہ پیدا ہو سکتا ہے کہ وہ بہت سے

---

[7] Al-Qur'an, Fussilat, 41:46.
[8] Al-Qur'an, al-Shura, 42:38.
[9] Al-Qur'an, Al 'Imran, 3:159.

مشوروں کے بعد مزید تذبذب میں مبتلا ہو جائیں۔ نبوی و قرآنی منہج یہاں انہیں یہ تربیت دیتا ہے کہ مناسب تحقیق اور مشاورت کے بعد فیصلہ کیا جائے اور پھر غیر ضروری اضطراب کے بجائے توکل اختیار کیا جائے۔

۲۔ تدریجی ذمہ داری اور عملی تجربہ

فیصلہ سازی کی مہارت کتابی مطالعے سے مکمل طور پر حاصل نہیں ہوتی۔ اسے حقیقی مسائل، افراد اور نتائج کے درمیان استعمال کرنا پڑتا ہے۔ سیرتِ نبوی ﷺ میں نوجوانوں کو بتدریج عملی میدان میں لانا اسی مقصد کی تکمیل کرتا ہے۔ ذمہ داری دیتے وقت عمر کے ساتھ صلاحیت، تیاری اور حالات کو بھی دیکھا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوۂ اُحد کے موقع پر کم عمری کے باعث انہیں شرکت کی اجازت نہ ملی، جبکہ بعد کے مرحلے میں انہیں اجازت دے دی گئی۔[10]

یہ واقعہ نوجوانوں کی تربیت میں نہایت متوازن اصول پیش کرتا ہے۔ نوجوان کی خواہش قابلِ احترام ہے، لیکن صرف خواہش ذمہ داری کے لیے کافی نہیں۔ تربیت میں یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ فرد ذہنی، جسمانی اور عملی اعتبار سے کتنی تیاری رکھتا ہے۔ اس سے یہ اصول اخذ ہوتا ہے کہ نوجوانوں کو پہلے محدود اور نسبتاً محفوظ ذمہ داریاں دی جائیں، پھر کامیاب تجربے کے بعد بڑی ذمہ داری کی طرف بڑھایا جائے۔ اس تدریج سے خود اعتمادی اور قابلیت دونوں متوازن طور پر ترقی کرتے ہیں۔

ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی امارت کے ضمن میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں کم عمری کے باوجود لشکر کی قیادت سپرد فرمائی۔[11] حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ نبوی منہج کے دوسرے پہلو کو واضح کرتا ہے۔ جہاں استعداد اور اہلیت موجود ہو وہاں صرف کم عمری ذمہ داری میں رکاوٹ نہیں بنتی۔ یہ نوجوانوں پر حقیقی اعتماد کی مثال ہے۔ جدید اداروں میں اکثر نوجوانوں کو مشاورتی یا نمائشی حیثیت تو دی جاتی ہے مگر حقیقی فیصلے کا اختیار نہیں ملتا۔ نبوی منہج بتاتا ہے کہ صلاحیت ثابت ہو جانے کے بعد نوجوان کو حقیقی اختیار دینا بھی تربیت کا حصہ ہے، کیونکہ فیصلہ کے نتائج کا سامنا کیے بغیر مکمل ذمہ داری پیدا نہیں ہوتی۔

۳۔ علم، بصیرت اور نتائج پر غور

درست فیصلہ صرف نیک نیتی سے نہیں بنتا؛ اس کے لیے موضوع کا علم، صورتحال کا ادراک اور ممکنہ نتائج پر غور بھی ضروری ہے۔ نبوی منہج نوجوانوں کے ذہن میں معلومات کے ساتھ فہم اور بصیرت پیدا کرتا ہے تاکہ وہ بدلتے حالات میں بنیادی اصولوں سے نئی صورتوں کا حل نکال سکیں۔

﴿فَٱعۡتَبِرُواْ يَٰٓأُوْلِي ٱلۡأَبۡصَٰرِ﴾[12]

ترجمہ: پس اے بصیرت والو! عبرت حاصل کرو۔

عبرت کا مطلب صرف کسی واقعے سے متاثر ہونا نہیں بلکہ اس کے اسباب و نتائج کو سمجھ کر اپنے مستقبل کے طرزِ عمل میں تبدیلی لانا ہے۔ نوجوانوں کی فیصلہ سازی میں یہ صلاحیت انتہائی اہم ہے۔ اگر وہ اپنی سابقہ غلطیوں، کامیابیوں اور دوسروں کے تجربات سے کوئی نتیجہ اخذ نہیں

---

[10] Muslim ibn al-Hajjaj, *Sahih Muslim*, tahqiq Muhammad Fu’ad ‘Abd al-Baqi (Beirut: Dar Ihya’ al-Turath al-’Arabi, n.d.), 3:1490, Hadith no. 1868.
[11] Ibn Sa‘d, Muhammad ibn Sa‘d, *al-Tabaqat al-Kubra*, tahqiq Muhammad ’Abd al-Qadir ’Ata (Beirut: Dar al-Kutub al-’Ilmiyyah, 1990), 2:249.
[12] Al-Qur’an, al-Hashr, 59:2.

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

کرتا تو ہر نئی صورتحال اس کے لیے ابتدا سے شروع ہونے والا تجربہ بن جاتی ہے۔ اس کے برعکس سابقہ تجربات کا منظم جائزہ اسے زیادہ تیزی سے پختگی کی طرف لے جاتا ہے۔

مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے رسول اللہ ﷺ کی دعا منقول ہے:

«اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ، وَعَلِّمْهُ التَّأْوِيلَ.»[13]

ترجمہ: اے اللہ! اسے دین کی گہری سمجھ عطا فرما اور اسے تاویل کا علم سکھا۔

یہ دعا معلومات اور فہم کے درمیان فرق کو نمایاں کرتی ہے۔ "تفقہ" کسی بات کا صرف سطحی علم نہیں بلکہ اس کے معانی، تعلقات اور اطلاقات کی گہری سمجھ کا نام ہے۔ نوجوان کو فیصلہ سازی کی تربیت دیتے وقت صرف صحیح جواب بتانے سے زیادہ مؤثر طریقہ یہ ہے کہ اسے جواب تک پہنچنے کا استدلال سمجھایا جائے۔ جب نوجوان یہ سمجھتا ہے کہ کسی نتیجے کی بنیاد کیا ہے تو وہ نئے حالات میں بھی اسی اصول کو استعمال کر سکتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بعد کی علمی زندگی اس تربیت کے اثرات کو نمایاں کرتی ہے۔

ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی علمی استعداد اور رسول اللہ ﷺ کی ان کے حق میں دعاؤں کو ان کے مناقب کے ضمن میں محفوظ کیا ہے۔[14]

سیرتی وطبقات کی یہ شہادت اس نکتے کو مزید واضح کرتی ہے کہ نوجوان کی انفرادی صلاحیت پہچاننا تربیت کا لازمی حصہ ہے۔ ہر نوجوان کو ایک ہی معیار پر پرکھنا مناسب نہیں۔ کسی میں علمی استدلال زیادہ نمایاں ہو سکتا ہے اور کسی میں عملی قیادت یا سماجی رابطہ۔ استعداد کے مطابق راستہ فراہم کرنا مستقبل کے زیادہ مؤثر فیصلوں کی بنیاد بنتا ہے۔

۴۔ اخلاقی معیار، ضبطِ جذبات اور تأنی

نوجوان بعض اوقات مسئلے کو درست سمجھنے کے باوجود جذبات کے زیرِ اثر غلط فیصلہ کر سکتا ہے۔ اس لیے نبوی تربیت میں علم کے ساتھ صبر، ضبطِ نفس اور تأنی کو بھی اہمیت حاصل ہے۔ اخلاقی فیصلہ سازی انسان سے یہ تقاضا کرتی ہے کہ وہ اپنی خواہش، غصے یا فوری فائدے کو حتمی معیار نہ بنائے۔

﴿وَٱلْكَٰظِمِينَ ٱلْغَيْظَ وَٱلْعَافِينَ عَنِ ٱلنَّاسِ﴾[15]

ترجمہ: اور وہ جو غصے کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں۔

یہ آیت جذبات کے محض دباؤ کی نہیں بلکہ ان پر اخلاقی اختیار کی تعلیم دیتی ہے۔ غصے کی موجودگی فطری ہے، لیکن غصے کو فیصلے کا حاکم بننے دینا تربیتی کمزوری ہے۔ نوجوان اگر یہ سیکھ لے کہ شدید جذبات میں تھوڑا توقف کرے اور فوری اقدام نہ کرے، تو وہ ایسے بہت سے فیصلوں سے بچ سکتا ہے جن پر بعد میں پشیمانی ہو۔

امام بیہقی رحمہ اللہ کی روایت میں آیا ہے:

«التَّأَنِّي مِنَ اللَّهِ، وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ.»[16]

---

[13] Ahmad ibn Hanbal, *Musnad al-Imam Ahmad ibn Hanbal*, tahqiq Shu'ayb al-Arna'ut et al. (Beirut: Mu'assasat al-Risalah, 2001), 4:225, Hadith no. 2397.
[14] Ibn Sa'd, *al-Tabaqat al-Kubra*, 2:279.
[15] Al-Qur'an, Al 'Imran, 3:134.

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ترجمہ: ٹھہراؤ اللہ کی طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔

اس روایت کی سند پر اہلِ حدیث نے کلام کیا ہے، اس لیے اسے مستقل بنیادی دلیل کے بجائے مؤید تربیتی روایت کے طور پر لینا زیادہ محتاط طریقہ ہے۔ تاہم تأنی کا عمومی مفہوم قرآن و سنت کے متعدد صحیح اصولوں سے تقویت پاتا ہے۔ فیصلہ سازی میں اس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں فوری اقدام ناگزیر نہ ہو وہاں انسان ضروری معلومات حاصل کرے، جذبات کو متوازن ہونے دے اور پھر نتیجہ اخذ کرے۔ نوجوانوں کے لیے یہ عادت خصوصاً تعلقات، معاشی فیصلوں اور تنازعات میں مفید ہے۔

مبحث سوم: سیرتِ نبوی ﷺ میں نوجوانوں کی فیصلہ سازی کی عملی مثالیں

سیرتِ نبوی ﷺ میں نوجوانوں کو دی گئی ذمہ داریاں محض حوصلہ افزائی کے واقعات نہیں بلکہ ایک منظم تربیتی فلسفے کی عکاس ہیں۔ مختلف نوجوان صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان کی الگ الگ صلاحیتوں کے مطابق علمی، دعوتی، انتظامی اور قیادتی کردار دیے گئے۔ ان مثالوں کا تجزیہ موجودہ نوجوان تربیت کے لیے نہایت اہم عملی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

ا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور قیادت کی ذمہ داری

قیادت فیصلہ سازی کا سب سے نمایاں عملی میدان ہے، کیونکہ قائد کے فیصلوں کے اثرات صرف اس کی ذات تک محدود نہیں رہتے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو کم عمری میں اہم عسکری ذمہ داری دینا واضح کرتا ہے کہ نبوی منہج میں صلاحیت رکھنے والے نوجوان کو حقیقی قیادت کے مواقع فراہم کیے جاتے تھے۔

ابن سعد رحمہ اللہ نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو لشکر کا امیر مقرر کیے جانے کا واقعہ تفصیل سے ذکر کیا ہے۔[17] یہ تقرری نوجوان کو حقیقی اختیار دینے کی نمایاں مثال ہے۔ عسکری قیادت میں وقت، افراد، نظم، خطرے اور حکمتِ عملی سے متعلق فیصلے ناگزیر ہوتے ہیں۔ اس لیے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی امارت صرف اعزازی عہدہ نہیں بلکہ ان کی عملی قابلیت پر اعتماد تھا۔ جدید نوجوان تربیت میں بھی محض سیمینار اور تربیتی گفتگو کافی نہیں؛ نوجوان کو کسی منصوبے، ٹیم یا خدمت کے حقیقی نتائج کا ذمہ دار بنانا ضروری ہے۔ حقیقی اختیار خود بخود احتساب کی ضرورت پیدا کرتا ہے اور یہی فیصلہ سازی کی پختگی کا اہم ذریعہ ہے۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی نسبت ابن سعد رحمہ اللہ نے ان کی کم عمری کے باوجود نبوی اعتماد کا ذکر کیا ہے۔[18]

اس واقعے کا تربیتی سبق یہ ہے کہ عمر اور تجربہ اہم ہونے کے باوجود اہلیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ بہت سے اداروں میں نوجوان کو صرف عمر کی بنیاد پر سنجیدہ فیصلہ سازی سے باہر رکھا جاتا ہے، جس سے اس کی عملی تربیت تاخیر کا شکار ہو سکتی ہے۔ نبوی طرزِ عمل نوجوان کی اہلیت کی جانچ کے بعد اسے مناسب منصب تک پہنچانے کا راستہ دکھاتا ہے۔

---

[16] Al-Bayhaqi, Ahmad ibn al-Husayn, *al-Sunan al-Kubra*, tahqiq Muhammad ’Abd al-Qadir ’Ata (Beirut: Dar al-Kutub al-’Ilmiyyah, 2003), 10:178.
[17] Ibn Sa‘d, *al-Tabaqat al-Kubra*, 2:249.
[18] Ibn Sa‘d, *al-Tabaqat al-Kubra*, 4:66–67.

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

۲۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور علمی و انتظامی ذمہ داری

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نوجوان صحابہ میں علمی امتیاز رکھتے تھے۔ انہیں یمن جیسے اہم خطے میں بھیجنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ نبوی تربیت میں علم کو عملی ذمہ داری سے جوڑا جاتا تھا۔ ایک نئے خطے میں دعوت، تعلیم اور انتظامی معاملات کے لیے مستقل حالات کے مطابق فیصلے کرنے کی ضرورت تھی۔

جامع ترمذی میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے یمن کی ذمہ داری کے متعلق روایت منقول ہے:

«بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ...»[19]

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا۔

اگرچہ اس خاص روایت کی بعض اسانید پر محدثین نے گفتگو کی ہے، تاہم حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا یمن بھیجا جانا متعدد معتبر حدیثی مصادر سے ثابت ہے۔ اس ذمہ داری کی اصل اہمیت یہ ہے کہ ایک نوجوان عالم کو ایسے ماحول میں بھیجا گیا جہاں اسے ہر چھوٹے معاملے میں مرکز سے براہِ راست رہنمائی حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔ اسے نبوی اصول اور ضروری ہدایات دے کر عملی طور پر فیصلے کی گنجائش فراہم کی گئی۔ تربیت کا یہ اسلوب نوجوان کے اندر اصولی خود مختاری پیدا کرتا ہے۔

مسند احمد میں بھی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے یمن کی طرف بھیجے جانے اور وہاں کی بعض ذمہ داریوں سے متعلق متعدد روایات محفوظ ہیں۔[20] متعدد روایتی طرق کا وجود یہ واضح کرتا ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی ذمہ داری محض ایک محدود دعوتی سفر نہیں تھی۔ ان کے ذمے ایسے علمی، مالی اور اجتماعی معاملات آئے جن کے لیے فہم، دیانت اور عملی تدبر درکار تھا۔ موجودہ نوجوان تربیت میں اس ماڈل سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ علمی قابلیت کو حقیقی خدمت اور ذمہ داری کے ساتھ جوڑا جائے۔ نوجوان اگر صرف پڑھتا رہے لیکن عملی مسئلہ حل نہ کرے تو اس کی علمی صلاحیت مکمل فیصلہ سازی میں تبدیل نہیں ہوتی۔

۳۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور دعوتی حکمتِ عملی

دعوتی میدان میں فیصلہ سازی کا تعلق مخاطب شناسی، موقع محل، گفتگو کے انداز اور سماجی حساسیت سے ہوتا ہے۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو مدینہ روانہ کرنا نبوی تربیت کا ایسا واقعہ ہے جہاں ایک نوجوان کو نئے اور پیچیدہ سماجی ماحول میں بڑی ذمہ داری دی گئی۔

ابن ہشام رحمہ اللہ نے ابن اسحاق رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے:

«بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَعَهُمْ مُصْعَبَ بْنَ عُمَيْرٍ... وَأَمَرَهُ أَنْ يُقْرِئَهُمُ الْقُرْآنَ، وَيُعَلِّمَهُمُ الْإِسْلَامَ، وَيُفَقِّهَهُمْ فِي الدِّينِ.»[21]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ انہیں قرآن پڑھائیں، اسلام کی تعلیم دیں اور دین کی سمجھ پیدا کریں۔

---

[19] Al-Tirmidhi, *Sunan al-Tirmidhi*, Kitab al-Zakah, Bab ma Ja’a fi Zakat al-Baqar, Hadith no. 623.

[20] Ahmad ibn Hanbal, *Musnad al-Imam Ahmad ibn Hanbal*, Hadith nos. 22013, 22037.

[21] Ibn Hisham, ’Abd al-Malik ibn Hisham, *al-Sirah al-Nabawiyyah*, tahqiq Mustafa al-Saqqa, Ibrahim al-Abyari, and ’Abd al-Hafiz Shalabi (Cairo: Mustafa al-Babi al-Halabi, 1955), 1:435.

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کے سامنے ایسا دعوتی میدان تھا جس میں مختلف قبائل، سماجی اثرات اور نئی صورتِ حال موجود تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ہر ممکن واقعے کے لیے الگ الگ ہدایت نہیں دی، بلکہ بنیادی مقصد اور ذمہ داری متعین کر کے انہیں عملی میدان میں بھیجا۔ یہ تربیتی منہج نوجوان کے اندر اصولوں سے حالات کا حل اخذ کرنے کی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔ موجودہ دور میں اگر نوجوانوں کو سماجی خدمت، تعلیمی مہمات اور کمیونٹی پروگراموں کی ذمہ داری دی جائے تو انہیں بھی اسی طرح بنیادی اقدار، حدود اور اہداف واضح کر کے عملی فیصلوں کی گنجائش دی جاسکتی ہے۔

ابن ہشام رحمہ اللہ کے بیان میں حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کا مدینہ میں "**المقرئ**" کے طور پر معروف ہونا بھی مذکور ہے۔[22]

یہ محض لقب نہیں بلکہ ان کی ذمہ داری کے نتیجے میں قائم ہونے والی علمی شناخت کا اظہار ہے۔ نوجوان جب حقیقی خدمت کے ذریعے مثبت نتیجہ پیدا کرتا ہے تو اس کی خود اعتمادی صرف تعریف کی بنیاد پر نہیں بلکہ حاصل شدہ تجربے کی بنیاد پر بڑھتی ہے۔ یہی دیرپا خود اعتمادی آئندہ فیصلہ سازی میں اسے زیادہ مضبوط بناتی ہے۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور علمی فیصلہ سازی

علمی فیصلہ سازی میں نصوص کا فہم، دلائل کا تقابل، مفاہیم کا ادراک اور صحیح ترجیح قائم کرنا شامل ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی تربیت اس امر کی عمدہ مثال ہے کہ نوجوان کی ذہنی استعداد کو ابتدائی دور ہی میں پہچان کر صحیح علمی سمت دی جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی:

«اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ، وَعَلِّمْهُ التَّأْوِيلَ.»[23]

ترجمہ: اے اللہ! اسے دین کی گہری سمجھ عطا فرما اور اسے تاویل کا علم سکھا۔

اس دعا میں "علم" سے آگے بڑھ کر "فقہ" اور "تاویل" کی طرف توجہ ہے۔ فقہ کے اندر معلومات سے درست نتیجہ اخذ کرنے کی صلاحیت شامل ہے۔ موجودہ نوجوانوں کی علمی تربیت میں یہی فرق بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ انہیں صرف مواد یاد کرانا محدود تربیت ہے؛ کسی دلیل کا جائزہ لینا، اس کے سیاق کو سمجھنا، متضاد آراء کا تقابل کرنا اور پھر نتیجہ بیان کرنا اصل علمی فیصلہ سازی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تربیت نوجوانوں میں تنقیدی اور استدلالی فکر پیدا کرنے کا نبوی نمونہ فراہم کرتی ہے۔

ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے علم، فہم اور خصوصی تربیت کے متعدد آثار نقل کیے ہیں۔[24]

یہ تاریخی مواد اس حقیقت کو تقویت دیتا ہے کہ ابتدائی صلاحیت کی شناخت، استاد کی توجہ اور مسلسل علمی ماحول مل کر نوجوان کی فیصلہ سازی کو اعلیٰ علمی درجے تک پہنچا سکتے ہیں۔ اس لیے تعلیمی اداروں میں ہر طالب علم کو صرف یکساں نصاب کے تحت جانچنے کے بجائے اس کی انفرادی علمی قوتوں کو دریافت کرنا بھی ضروری ہے۔

---

[22] Ibn Hisham, *al-Sirah al-Nabawiyyah*, 1:435.
[23] Ahmad ibn Hanbal, *Musnad al-Imam Ahmad ibn Hanbal*, 4:225, Hadith no. 2397.
[24] Ibn Sa'd, *al-Tabaqat al-Kubra*, 2:279.

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

مبحث چہارم: عصرِ حاضر کے نوجوانوں میں فیصلہ سازی کی صلاحیت کے فروغ کے لیے نبوی منہج کی تطبیق

نبوی اصولوں کی علمی اہمیت اسی وقت مکمل ہوتی ہے جب انہیں موجودہ نوجوانوں کے حقیقی مسائل سے مربوط کیا جائے۔ جدید نوجوان تعلیمی، پیشہ ورانہ، خاندانی اور معلوماتی سطح پر ایسے فیصلوں سے گزرتا ہے جن کی صورت پہلی نسلوں سے مختلف ہو سکتی ہے، مگر ان کی بنیادی انسانی اور اخلاقی نوعیت بڑی حد تک وہی ہے۔ علم، شوریٰ، تبیّن، ضبطِ جذبات، استعداد شناسی اور تدریجی ذمہ داری کے نبوی اصول اس نئے ماحول میں بھی قابلِ عمل ہیں۔

۱۔ تعلیمی اداروں میں فیصلہ سازی کی تربیت

اسکول، کالج، مدرسہ اور جامعہ نوجوان کے فیصلہ ساز ذہن کی تعمیر میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ اگر تعلیم صرف معلومات منتقل کرنے تک محدود ہو تو طالب علم امتحان میں کامیاب ہو سکتا ہے مگر حقیقی زندگی کے پیچیدہ مسائل میں فیصلہ کرنے کی اہلیت ضروری نہیں کہ پیدا ہو جائے۔ تعلیمی عمل میں سوال، استدلال، مسئلہ حل کرنے اور متبادل آراء کے تقابل کے مواقع دینا ضروری ہے۔

﴿أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾[25]

ترجمہ: کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟

قرآن کا یہ طرزِ خطاب عقل کو فعال استعمال کی دعوت دیتا ہے۔ نوجوان کے لیے تعلیم کی اعلیٰ صورت یہ ہے کہ وہ یہ سیکھے کہ معلومات کہاں سے حاصل کرنی ہیں، ان کی صحت کیسے پرکھنی ہے اور مختلف دلائل میں ترجیح کیسے قائم کرنی ہے۔ جامعات میں مطالعاتی صورتیں، مباحثے، تحقیقی منصوبے اور اجتماعی مسئلہ حل کرنے کی مشقیں نوجوانوں کی فیصلہ سازی کے لیے مؤثر ہو سکتی ہیں۔

سنن ابی داود میں قاضی کے علم اور صحیح فیصلے کی اہمیت پر مذکور روایت بھی اس اصول کی تقویت کرتی ہے کہ ذمہ دار فیصلہ علم اور حقیقت شناسی کے بغیر نہیں ہو سکتا۔[26]

تعلیمی سطح پر اس اصول کی تطبیق یہ ہے کہ نوجوان کو "جواب دینے کی رفتار" کے مقابل "جواب کی علمی بنیاد" زیادہ اہم سمجھائی جائے۔ کسی مسئلے کے متعلق فوری رائے نہ ہونا کمزوری نہیں؛ ناقص معلومات کے باوجود پُراعتماد رائے دینا زیادہ نقصان دہ ہو سکتا ہے۔

۲۔ خاندانی تربیت میں مشاورت اور ذمہ داری

نوجوان سب سے پہلے خاندان ہی میں انتخاب اور ذمہ داری کا تجربہ حاصل کرتا ہے۔ اگر گھر میں ہر معاملہ اس کی رائے کے بغیر طے کیا جائے تو وہ فیصلہ سازی کی عملی مشق سے محروم رہتا ہے، جبکہ ہر بات مکمل طور پر اس کی خواہش پر چھوڑ دینا بھی متوازن تربیت نہیں۔ نبوی و قرآنی منہج مشاورت، رہنمائی اور تدریجی آزادی کا راستہ اختیار کرتا ہے۔

﴿فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَن تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا﴾[27]

ترجمہ: پھر اگر دونوں باہمی رضامندی اور مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں۔

---

[25] Al-Qur'an, al-Baqarah, 2:44.
[26] Abu Dawud, *Sunan Abi Dawud*, 3:299, Hadith no. 3573.
[27] Al-Qur'an, al-Baqarah, 2:233.

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

یہ آیت خاندانی سطح پر باہمی رضامندی اور مشاورت کا واضح اصول فراہم کرتی ہے۔ نوجوان کو گھر کے مناسب معاملات میں شریک کرنا اس کے اندر گفتگو، دلیل اور اجتماعی مصلحت کی سمجھ پیدا کرتا ہے۔ یہاں یہ ضروری نہیں کہ ہر معاملے میں نوجوان کی رائے حتمی ہو؛ تربیتی مقصد یہ ہے کہ اسے سوچنے، رائے کی وجہ بیان کرنے اور دوسرے نقطۂ نظر کو سننے کا موقع ملے۔

۳۔ غیر مصدقہ معلومات اور جذباتی دباؤ میں فیصلہ سازی

موجودہ دور میں نوجوانوں کے لیے سب سے بڑا چیلنج معلومات کی قلت نہیں بلکہ معلومات کی صداقت کا مسئلہ ہے۔ فوری طور پر پھیلنے والی خبریں، تراشیدہ مواد اور جذباتی بیانات انسان کو سوچنے سے پہلے ردِ عمل پر مجبور کر سکتے ہیں۔ قرآنی اصولِ تبیّن اس مسئلے کے لیے براہِ راست رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِن جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوٓاْ أَن تُصِيبُواْ قَوْمًۢا بِجَهَـٰلَةٍ فَتُصْبِحُواْ عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَـٰدِمِينَ﴾[28]

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو نقصان پہنچا دو اور پھر اپنے کیے پر پشیمان ہو۔

اس آیت میں خبر سے عمل تک پہنچنے کے درمیان "تبیّن" کو لازمی مرحلہ بنایا گیا ہے۔ یہی مرحلہ جدید نوجوان کے لیے نہایت ضروری ہے۔ کسی اطلاع کو دیکھتے ہی اسے آگے پھیلانا، کسی شخص کے خلاف رائے قائم کرنا یا جذباتی فیصلہ کرنا اس قرآنی منہج کے خلاف ہے۔ نوجوانوں کو ماخذ کی جانچ، اصل سیاق دیکھنے، دوسری طرف کا موقف سننے اور تصدیق کے بغیر فیصلہ مؤخر کرنے کی عملی تربیت دی جانی چاہیے۔ یہ عادت نہ صرف غلط معلومات بلکہ غیر ضروری سماجی تنازعات سے بھی محفوظ رکھتی ہے۔

۴۔ قیادت، پیشہ اور مستقبل کے فیصلوں میں استعداد شناسی

نوجوانوں کے مستقبل سے متعلق بڑے فیصلوں میں ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ بعض اوقات انتخاب ذاتی قابلیت کے بجائے معاشرتی رجحان، مالی منفعت یا خاندانی دباؤ پر کیا جاتا ہے۔ نبوی منہج افراد کی صلاحیتوں میں فرق کو تسلیم کرتا ہے اور ذمہ داری کو قابلیت کے مطابق رکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يَا أَبَا ذَرٍّ، إِنِّي أَرَاكَ ضَعِيفًا... لَا تَأَمَّرَنَّ عَلَى اثْنَيْنِ.»[29]

ترجمہ: اے ابوذر! میں تمہیں اس ذمہ داری کے اعتبار سے کمزور دیکھتا ہوں... تم دو آدمیوں پر بھی امیر نہ بننا۔

یہ ارشاد استعداد شناسی کا نہایت مضبوط نبوی اصول پیش کرتا ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی دینی فضیلت اپنی جگہ مسلم تھی، لیکن ایک مخصوص انتظامی منصب کے لیے ان کی موزونیت الگ مسئلہ تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھی شخصیت کا مطلب ہر پیشے یا ہر منصب کے لیے موزوں ہونا نہیں۔ نوجوان کو اپنے مستقبل کا فیصلہ کرتے وقت یہ دیکھنا چاہیے کہ اس کی علمی قوت، مزاج، دلچسپی، ذمہ داری برداشت کرنے کی اہلیت اور متعلقہ میدان کی ضروریات آپس میں کس حد تک ہم آہنگ ہیں۔

اس کے بالمقابل حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو کم عمری میں قیادت دینا یہ واضح کرتا ہے کہ جہاں اہلیت موجود ہو وہاں عمر کو غیر ضروری رکاوٹ بھی نہیں بنانا چاہیے۔[30]

---

[28] Al-Qur'an, al-Hujurat, 49:6.
[29] Muslim ibn al-Hajjaj, *Sahih Muslim*, 3:1457, Hadith no. 1826.
[30] Ibn Sa'd, *al-Tabaqat al-Kubra*, 2:249; 4:66–67.

یہ دونوں مثالیں مل کر نبوی فیصلہ سازی کا نہایت متوازن اصول فراہم کرتی ہیں: نہ ہر شخص کو ہر ذمہ داری دی جائے اور نہ اہل نوجوان کو صرف اس کی عمر کی وجہ سے روک دیا جائے۔ موجودہ پیشہ ورانہ رہنمائی میں نفسیاتی و علمی استعداد، عملی تجربہ، مشاورت اور آزمائشی ذمہ داریوں کے ذریعے یہی توازن پیدا کیا جاسکتا ہے۔

خاتمہ

اس تحقیق سے واضح ہوتا ہے کہ سیرتِ نبوی ﷺ نوجوانوں میں فیصلہ سازی کی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے ایک جامع تربیتی نظام پیش کرتی ہے۔ نبوی منہج میں فیصلہ سازی محض ذہانت یا فوری انتخاب کا نام نہیں بلکہ علم، تحقیق، مشاورت، اخلاقی جواب دہی، تأنی، جذباتی ضبط، نتائج بینی، استعداد شناسی اور عملی تجربے کا مجموعہ ہے۔

نوجوان صحابہ رضی اللہ عنہم کی تربیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر شخص کے لیے یکساں تربیتی طریقہ اختیار نہیں فرمایا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو عسکری قیادت، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو دعوتی و تعلیمی ذمہ داری، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو علمی و انتظامی میدان اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو علمی فہم کے میدان میں آگے بڑھایا گیا۔ اس سے نوجوانوں کی انفرادی صلاحیتوں کو پہچاننے اور ان کے مطابق مواقع فراہم کرنے کی اہمیت سامنے آتی ہے۔

تحقیق کا ایک اہم نتیجہ یہ بھی ہے کہ نوجوان کی خود مختاری اور تربیتی نگرانی کے درمیان توازن ضروری ہے۔ ہر فیصلہ اس کی طرف سے کرنا اسے انحصار کا عادی بنا سکتا ہے، جبکہ مکمل رہنمائی کے بغیر آزادی دینا اسے ایسے فیصلوں کی طرف لے جاسکتا ہے جن کے لیے وہ ابھی تیار نہ ہو۔ نبوی منہج "تدریجی ذمہ داری" کے ذریعے ان دونوں انتہاؤں کے درمیان متوازن راستہ فراہم کرتا ہے۔

اسی طرح درست فیصلہ سازی میں صرف معلومات کافی نہیں، بلکہ جذباتی نظم بھی بنیادی کردار رکھتا ہے۔ غصہ، جلد بازی، خوف، سماجی دباؤ اور فوری فائدے کی خواہش عقل کے متوازن استعمال کو متاثر کرسکتے ہیں۔ قرآن و سنت نوجوان کو تبیّن، تأنی، ضبطِ نفس اور آخرت کی جواب دہی سے مربوط کرکے ایسا داخلی معیار فراہم کرتے ہیں جو بیرونی حالات کے بدلنے کے باوجود اس کی رہنمائی کرسکتا ہے۔

عصرِ حاضر کے خاندان، مدارس، اسکول، جامعات اور نوجوانوں کی تنظیمیں اگر نبوی منہج کے ان اصولوں کو عملی تربیتی سرگرمیوں کے ساتھ اپنائیں تو نوجوانوں میں نہ صرف فیصلہ سازی کی صلاحیت بلکہ قیادت، خود اعتمادی، اخلاقی استقلال، سماجی ذمہ داری اور مسائل کے حل کی قابلیت بھی زیادہ مؤثر انداز سے پروان چڑھ سکتی ہے۔

تجاویز

۱۔ نوجوانوں کے نصاب و تربیت میں فیصلہ سازی کو مستقل عملی مہارت کے طور پر شامل کیا جائے۔

۲۔ مدارس، اسکولوں، کالجوں اور جامعات میں مسئلہ حل کرنے، شوریٰ، دلیل اور متبادل امکانات کے جائزے پر مبنی عملی سرگرمیاں متعارف کرائی جائیں۔

۳۔ والدین نوجوانوں کو عمر و استعداد کے مطابق خاندانی فیصلوں میں شریک کریں۔

۴۔ نوجوانوں کو چھوٹی ذمہ داری سے بڑی ذمہ داری تک تدریجی عملی تجربات فراہم کیے جائیں۔

۵۔ غلط فیصلہ ہونے کی صورت میں صرف ملامت کے بجائے اسباب اور نتائج کا مشترکہ تجزیہ کیا جائے۔

۶۔ نوجوانوں کو معلومات کی تصدیق اور قرآنی اصولِ تبیّن کی عملی تربیت دی جائے۔

۷۔ تعلیمی و پیشہ ورانہ رہنمائی میں نوجوان کے رجحان کے ساتھ اس کی حقیقی استعداد اور مزاج کو بھی پیشِ نظر رکھا جائے۔

۸۔ نوجوانوں کی قیادت سازی میں حضرت اسامہ بن زید اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہما کے کردار پر مستقل تربیتی مطالعات کیے جائیں۔

۹۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی علمی تربیت کی روشنی میں نوجوانوں میں استدلال اور علمی ترجیح کی صلاحیت پر مزید تحقیق کی جائے۔

۱۰۔ نوجوانوں کی فیصلہ سازی کے نبوی اصولوں اور جدید نفسیاتی نظریات کا تقابلی و میدانی مطالعہ کیا جائے۔

کتابیات

Abu Dawud, Sulayman ibn al-Ash‘ath. *Sunan Abi Dawud*. Tahqiq Muhammad Muhyi al-Din ’Abd al-Hamid. Beirut: al-Maktabah al-’Asriyyah, n.d.

Ahmad ibn Hanbal. *Musnad al-Imam Ahmad ibn Hanbal*. Tahqiq Shu‘ayb al-Arna’ut et al. Beirut: Mu’assasat al-Risalah, 2001.

Al-Bayhaqi, Ahmad ibn al-Husayn. *al-Sunan al-Kubra*. Tahqiq Muhammad ’Abd al-Qadir ’Ata. Beirut: Dar al-Kutub al-’Ilmiyyah, 2003.

Al-Tirmidhi, Muhammad ibn ’Isa. *Sunan al-Tirmidhi*. Tahqiq Ahmad Muhammad Shakir et al. Cairo: Mustafa al-Babi al-Halabi, 1975.

Ibn Hisham, ’Abd al-Malik ibn Hisham. *al-Sirah al-Nabawiyyah*. Tahqiq Mustafa al-Saqqa, Ibrahim al-Abyari, and ’Abd al-Hafiz Shalabi. Cairo: Mustafa al-Babi al-Halabi, 1955.

Ibn Sa‘d, Muhammad ibn Sa‘d. *al-Tabaqat al-Kubra*. Tahqiq Muhammad ’Abd al-Qadir ’Ata. Beirut: Dar al-Kutub al-’Ilmiyyah, 1990.

Muslim ibn al-Hajjaj. *Sahih Muslim*. Tahqiq Muhammad Fu’ad ‘Abd al-Baqi. Beirut: Dar Ihya’ al-Turath al-’Arabi, n.d.